السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیاامام کوعیدین کے موقع پرجمعہ کی طرح دوخطبے دیناچاہییں یاایک ہی خطبہ کافی ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح رہے کہ شرعی احکام کے ثبوت کےلئے دلائل درکار ہوتے ہیں جوبالکل صحیح اوراپنا مدعا بیان کرنے میں صریح ہوں، صورت مسئولہ میں ہمارے ہاں معمول یہی ہے کہ عیدین کے موقع پر دوخطبے دیئے جاتے ہیں اوراس پر عاملین حضرات اپنے پاس دلائل بھی رکھتے ہیں، یہ دلائل دوطرح کے ہیں:

1۔ استنادی طورپر بالکل صحیح ہیں لیکن اپنے مدعا پردلالت کرنے کےلئے صریح نہیں ہیں۔

2۔ اپنے مفہوم میں بالکل صریح ہیں لیکن ان کی اسنادی حیثیت انتہائی مخدوش ہے، فیصلے سے پہلے دلائل مع حیثیت پیش خدمت ہیں، تاکہ نتیجہ اخذ کرنے میں آسانی رہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر دوخطبے ارشاد فرماتے تھے اوردرمیان میں بیٹھ کران میں فصل فرماتے۔ [صحیح ابن خزیمہ، ص: ۳۴۹،ج ۳]

(اس حدیث پر محدث ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے بایں الفاظ میں عنوان قائم کیا ہے کہ ''یہ باب عیدین میں خطبوں کی تعداداوران کے درمیان بیٹھ کر فصل کرنے کے بیان میں ہے۔''(حوالہ مذکورہ

اس حدیث سے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے ثابت کیا ہے کہ عیدین کے دوخطبے ہیں اوران کے درمیان بیٹھ کر فصل کرنا چاہیے، لیکن اس کے متعلق ہماری گزارشات حسب ذیل ہیں:

بلاشبہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن مذکورہ مؤقف کے ثبوت کےلئے واضح اورصریح نہیں ہے، چنانچہ محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ حدیث جمعہ کے دونوں خطبوں سے متعلق ہے۔ [تعلیق صحیح ابن خزیمہ، ص: ۳۴۹،ج ۳]

اس موقف کی دلیل یہ ہے کہ اس روایت کے ایک راوی عبید اللہ ہیں جن سے بشربن فضل مطلق طورپر بیان کرتے ہیں، یعنی اس میں عیدین یاجمعہ کا ذکر نہیں ہے جبکہ ایک دوسرے طریق میں عبید اللہ راوی سے خالد بن حارث بیان کرتے ہیں تووہ اس میں یوم جمعہ کا ذکر کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت جمعہ کے خطبوں سے متعلق ہے، روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرماتے تو درمیان میں بیٹھ کر پھر کھڑے ہوتے۔'' [صحیح مسلم، الجمعہ: ۸۶۱]

اس وضاحت سے معلوم ہواکہ مذکورہ روایت کا عیدین کے خطبوں سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ واضح طورپر یہ روایت جمعہ کے خطبہ سے متعلق ہے، اس کی تائید حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرماتے، بعدازاں بیٹھ جاتے اور گفتگو نہ فرماتے، پھر کھڑے ہوکر دوسرا خطبہ ارشاد فرماتے۔ [صحیح مسلم، الجمعة: ۸۶۲]

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کو مطلقاً بھی بیان کیا ہے اوراس سے انہوں نے جمعۃ المبارک کے دوخطبوں کے متعلق دلیل لی ہے اوراس پر خطبات جمعہ کا ہی عنوان قائم کیا ہے۔

اس سلسلہ میں دلیل کے طورپر دوسری روایت حسب ذیل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اورعید الاضحی کے دن باہر تشریف لے گئے، آپ نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا، پھر درمیان میں بیٹھ کر دوبارہ کھڑے ہوئے۔ [ابن ماجہ، اقامة الصلوٰة: ۱۲۸۹]

یہ روایت عیدین کے دوخطبوں کےلئے اگرچہ صریح اورواضح ہے لیکن صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ روایت سند اورمتن کے اعتبار سے ''منکر'' ہے اورمحفوظ یہ ہے کہ اس کا تعلق جمعہ کے خطبہ سے ہے۔ [ضعیف ابن ماجہ، ص: ۹۴]

اس روایت کے ناقابل حجت ہونے پر درج ذیل وجوہات ہیں:

اس روایت میں ایک راوی اسماعیل بن مسلم ہے جس کے متعلق محدثین کا فیصلہ ہے کہ وہ ضعیف ہے، چنانچہ علامہ بوصیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس روایت میں اسماعیل بن مسلم راوی ہیں جس کے ضعف پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ [زوائد ابن ماجہ، ص: ۴۰۹،ج ۱]

علامہ ساعاتی نے بھی اس ''اتفاق محدثین'' کو نقل کیا ہے۔ [فتح الربانی، ص: ۱۵۵،ج ۶]

علامہ بوصیری نے اس روایت کے ایک دوسرے راوی ابوالحبر کے متعلق بھی لکھا ہے کہ وہ ضعیف ہے۔ (ابن ماجہ حوالہ مذکورہ)

اس روایت میں ابوالزبیر راوی مدلس ہے، جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ اس میں تصریح سماع نہیں، اس بنا پر بھی روایت کا ضعف برقرار ہے۔

امام نسائیؒ نے اس روایت کو نقل کیا ہے لیکن اس میں ''یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ'' کے الفاظ بیان نہیں ہوئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت کے مذکورہ صریح الفاظ محفوظ نہیں بلکہ کسی راوی کے وہم کا نتیجہ ہیں۔
[[نسائی، العیدین :۱۲۵۷ا

اس موقف کے متعلق تیسری روایت جو بطور دلیل پش کی جاتی ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عیدین اذان اوراقامت کے بغیر ادا کی اور آپ کھڑے ہوکر دو خطبے دیتے اور دونوں کے درمیان بیٹھ کر فصل فرماتے۔ کشف الاستار عن زوائد البزار :۶۵۷]

یہ روایت بھی قابل حجت نہیں ہے کیونکہ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بزار رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''وجادہ'' کے طور پر بیان کیا اوراس کی سند میں ایک ایسا راوی بھی ہے جسے میں نہیں پہچانتا ہوں۔ [مجمع الزوائد،
ص :۲۰۳، ج ۲]

وجادہ'' محدثین کی اصطلاح ہے، جس کا یہ مطلب ہے کہ محدث کسی حدیث کو ایک کتاب میں نقل شدہ پاتا ہے اوراس کتاب کے حوالہ ہی سے بیان کردیتا ہے، چنانچہ اس روایت میں ایک راوی احمد بن محمد بن عبدالعزیز ہے ''
جو اس حدیث کے متعلق بیان کرتا ہے کہ میں نے اس روایت کو اپنے باپ کی کتاب میں پایا، یعنی باپ نے براہِ راست اپنے بیٹے کو حدیث بیان نہیں کی بلکہ بیٹے نے اپنے باپ کی کتاب میں لکھی ہوئی دیکھی اوراسے آگے بیان کرنا
شروع کردیا، مزید برآں محمد بن عبدالعزیز جس کی کتاب سے اس حدیث کو دریافت کیا گیا ہے، اس کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ منکر احادیث بیان کرنے والا ہے۔ [لسان المیزان، ص :۲۶۰، ج ۵]

واضح رہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ جس راوی کے متعلق یہ لفظ استعمال کریں اس سے روایت لینا ہی جائز نہیں۔ چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ جس راوی کے متعلق آپ یہ الفاظ ذکر کریں
اس سے روایت لینا صحیح نہیں ہے۔ [میزان الاعتدال، ص :۶، ج ۱]

امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ تینوں بھائی، یعنی محمد بن عبدالعزیز، عبد اللہ بن عبدالعزیز اور عمران بن عبدالعزیز حدیث کے معاملہ میں کمزور ہیں اوران کی بیان کردہ احادیث صحیح نہیں ہیں۔ [الکامل لابن عدی،
ص :۲۲۴۳، ج ۶]

نیز اس حدیث کا پہلا راوی جو امام بزار رحمہ اللہ کا استاد ہے جس کا نام عبد اللہ بن شبیب ہے، اس کے متعلق محدثین کی رائے ہے کہ تاریخی معلومات تو بہت رکھتا ہے لیکن حدیث کے معاملہ میں واہی تباہی مچانے والا ہے
اورامام احمد رحمہ اللہ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ حدیث کے معاملہ میں یہ گیا گزرا انسان ہے۔ [لسان المیزان، ص :۳۹۹، ج ۳]

امام رازی رحمہ اللہ تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ یہ قابل گردن زدنی راوی ہے۔ [تاریخ بغداد، ص :۴۷۵، ج ۹]

ایسے حالات میں اس روایت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہیں، چنانچہ مصنف البزار اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ روایت صرف اسی سند سے مروی ہے۔ [مسند البزار، ص :۲۳۱، ج ۳]

جب اس روایت کی کوئی دوسری سند ہی نہیں تو اسے ناقابل حجت ہی قرار دیا جائے گا، محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [تمام المنۃ، ص :۳۴۷]

اس سلسلہ میں آخری اور چوتھی روایت مندرجہ ذیل پش کی جاتی ہے، عبید اللہ تابعی کہتے ہیں کہ امام کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ عیدین میں دو خطبے دے اور درمیان میں بیٹھ کر فصل کرے۔ [بیہقی، ص :۲۹۹، ج ۳]

اس روایت کے متعلق ہماری مندرجہ ذیل گزارشات ہیں :

اس میں ایک راوی ابراہیم بن محمد ابی یحییٰ ہے جسے محدثین نے متروک اور کذاب قرار دیا ہے اس کے متعلق امام یحییٰ بن معین لکھتے ہیں کہ یہ کذاب، تقدیر کا منکر اور رافضی تھا۔ [تہذیب، ص :۱۵۸، ج ۱]

اگر صحابی ''من السنۃ'' جیسے الفاظ استعمال کرے تو یقینا ایسی روایت حکماً مرفوع ہوتی ہے لیکن اگر یہ انداز کسی تابعی کا ہو تو اس میں محدثین کا اختلاف ہے رائج یہ ہے کہ ایسی روایت کو موقوف شمار کیا جائے مذکورہ روایت بھی اسی
قبیل سے ہے، چنانچہ علامہ ساعاتی فرماتے ہیں کہ کسی تابعی کا ''من السنۃ'' کے الفاظ استعمال کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے متعلق ظاہر نہیں اور نہ ہی یہ انداز قابل حجت ہے۔ [فتح الربانی، ص :۱۵۵ ج ۶]

سید سابق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ تمام احادیث جن میں عیدین کے متعلق دو خطبوں کا ذکر ہے، وہ ضعیف ہیں۔ [فقہ السنۃ، ص :۳۰ ج ۱]

علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی سید سابق رحمہ اللہ کے اس فیصلے کو برقرار رکھا ہے۔ [تمام المنۃ، ص :۳۴۷]

اس سلسلہ میں عام طور پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خطبہ جمعہ پر قیاس کرکے عیدین کے بھی دو خطبے ہونے چاہییں، اب ہم اس قیاس کا بھی جائزہ لیتے ہیں۔ اہل علم جانتے ہیں کہ قیاس کرتے وقت مقیس اور مقیس علیہ میں وجہ اشتراک
ضرور ہونی چاہیے جسے علت کہا جاتا ہے۔ اگر وجہ اشتراک یہ ہے کہ جمعہ کی طرح عیدین کی بھی نماز ہوتی ہے، لہٰذا اس کے بھی جمعہ کی طرح دو خطبے ہونے چاہییں تو اس لحاظ سے تو نماز استسقاء اور نماز خسوف کے بھی دو خطبے ہونے
چاہییں، حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل یا فاعل نہیں ہے، پھر خطبہ عیدین اور خطبہ جمعہ میں وجہ افتراق مندرجہ ذیل اشیاء ہیں :

جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے عیدین کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔

جمعہ کا خطبہ بالعموم منبر پر ہوتا ہے، جبکہ عیدین کے لئے منبر کا ثبوت محل نظر ہے بلکہ عیدین کا خطبہ حسب ضرورت سواری پر بھی جائز ہے ایسی صورت میں دونوں خطبوں کے درمیان فصل کی کیا شکل ہوگی ؟

خطبہ جمعہ کا سماع ضروری ہے جبکہ عیدین کا خطبہ سننا ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے۔

آخری گزارش : عیدین کے دونوں خطبوں کے متعلق جو نقلی اور عقلی دلائل کتب حدیث سے دستیاب ہوئے ہیں ہم نے دیانت داری کے ساتھ انہیں پش کردیا ہے اوران پر انتہائی احتیاط کے ساتھ اپنی گزارشات بھی رقم کی ہیں مذکورہ دلائل اور گزارشات کے پش نظر ہم اس تیجہ پر پہنچے ہیں کہ عیدین کےلئے دوخطبے دینا ایک شرعی حکم ہے جس کے ثبوت کےلئے صاف واضح اور صحیح دلائل کی ضرورت ہے جو ہمیں نہیں مل سکے ۔ اس کے متعلق صرف لفظ ''خطب'' استعمال ہوا ہے جو فرد مطلق پر دلالت کرتا ہے اوراس سے مراد صرف ایک خطبہ ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر وعظ وارشاد فرماتے ہوئے دیا کرتے تھے ، دوخطبے صراحت کے ساتھ صرف جمعہ کےلئے ہیں اس کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر دوخطبے دینا ہمارے نزدیک پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتے ، اس لئے ہمارا موقف یہی ہے کہ عیدین کےلئے صرف ایک ہی خطبہ پر اکتفا کیا جائے ۔ چنانچہ برصغیر کے عظیم محدث علامہ عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں لفظ ''خطب'' میں اس بات کی دلیل ہے کہ عیدین کےلئے صرف ایک ہی خطبہ مشروع ہے اور جمعہ کی طرح اس کے دوخطبے نہیں ہیں نہ ہی ان کے درمیان بیٹھنے کا ثبوت ملتا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عیدین کے دوخطبے دینا قابل اعتبار سند سے ثابت نہیں لوگوں نے جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے اسے رواج دے دیا ہے ۔ [مرعاۃ المفاتیح ، ص : ۳۰۰ ، ج ۲]

البتہ جو حضرات ضعیف احادیث کے متعلق کچھ نرم گوشہ رکھتے ہیں ان کے نزدیک عیدین کے دوخطبے دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ ہمیں اس سے اتفاق نہیں ہے ، البتہ ہم یہ بات کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ ایسے مسائل کو محل نزاع بنا کر قوت ذہانت کو غلط مقاصد کےلئے استعمال نہ کیا جائے اور اختلاف وانتشار سے اجتناب کرتے ہوئے اپنے اندر برداشت کا مادہ پیدا کیا جائے ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:164